ترکی کی یورپی یونین میں شمولیت کا معاملہ

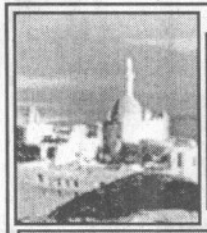

یہ ترکی ہے

ڈاکٹر عرشی خاں

ترکی دنیا کا واحد ملک ہے' جس نے بہت بڑے بڑے انقلاب کا تجربہ حاصل کیا ہے۔ ترکوں نے اپنے آپ کو کبھی ترک نہیں کہا۔ وہ ترک کہلانا توہین سمجھتے تھے۔ وہ اپنے آپ کو عثمانی کہتے تھے اور ان کا مشن غازی یا شہید ہونا تھا۔

مصطفیٰ کمال نے یورپی تہذیب کو ترجیح دی تھی' لیکن سیاسی نظام کو اپنے غلبہ میں رکھا تھا۔ 1950ء کے آزادانہ انتخابات کے بعد ترکی نے یورپ کے فوجی اور اقتصادی ماحول میں داخل ہونا شروع کر دیا اور خاص کر 1983ء کے بعد ترکی نے پوری طرح سے یورپی اقتصادی حلقہ کی رکنیت حاصل کر لی' یعنی 1996ء میں EU Customs Union میں داخل ہو گیا۔ ترکی نے خود کو مصطفیٰ کمال کے خواب کے مطابق یورپ کا رکن یا یورپی ملک بنانے کیلئے جدوجہد شروع کر دی۔ اس نے 1957ء میں قائم ہوئی یورپی اقتصادی کمیٹی میں 12 ستمبر 1967ء کو رکنیت اختیار کر لی۔ کمیٹی نے ترکی کو یورپ کا حصہ قرار دیا۔ ابتدائی دور میں جب رکنیت کم تھی تو ترکی نے اس تنظیم میں زیادہ دلچسپی نہیں دکھائی۔ 79-1978ء میں کمیٹی نے ترکی سے مکمل رکنیت کیلئے اپلائی کرنے کیلئے بھی کہا' لیکن اس وقت ترکی میں سیاسی عدم استحکام اور مخلوط حکومتوں کا دور تھا یعنی سرد جنگ کے جاری رہنے تک ترکی یورپ سے زیادہ امریکہ کی طرف مائل رہا۔ برلن کی دیوار گرنے سے قبل ترکی یورپ میں زیادہ وزن رکھتا تھا۔

لیکن جیسے ہی امریکہ نے کمیونزم کو ڈھانے میں کامیابی حاصل کرنا شروع کی' ویسے ویسے امریکہ مخالف ممالک امریکہ کے دوست بن گئے۔ یورپی اقتصادی کمیٹی بھی یورپی یونین بن گیا اور اقتصادی معاملوں کے علاوہ سیاسی اور دیگر معاملات میں بھی پہل شروع کر دی۔ انجام یہ ہوا کہ یورپ نے ترکی کی طرف سے آنکھیں پھیرنا شروع کر دیں۔ یورپی یونین کے رکن ملکوں کی تعداد 6 سے بڑھ کر 25 ہو گئی۔ ان میں ایسے ملک بھی شامل ہیں جن کے ساتھ برابری کرنا ترکی کی شان سمجھتا تھا۔

اس عرصہ میں ترکی نے ہر وہ اقدام لینا شروع کر دیا جس سے وہ یونین کا رکن بن جائے۔ 1992ء میں Copenhagen criteria بنایا' جس میں جمہوریت' کھلی معیشت' انسانی حقوق اور دیگر آزادی کو رکنیت حاصل کرنے کیلئے بنیادی شرط بتایا گیا۔ ان شرائط کو بھی ترکی نے پورا کیا' لیکن پھر بھی اس کیلئے حالات سازگار نہیں تھے۔ یونین 1963ء والا یورپ نہیں تھا۔ 1987ء میں ترکی نے مکمل رکنیت کیلئے درخواست دی تھی۔ 1989ء میں ترکی کو امیدوار مانا گیا۔ ٹھیک اس سے پہلے ترکی کی قوم پرست اور سماج وادی سیاسی پارٹیوں نے انتخابات میں اچھے نتیجے حاصل کیے تھے۔ اب 6 اکتوبر کو یونین کمیشن نے ترکی کی رکنیت کی درخواست کی سفارش کی ہے' جسے ترکی میں ایک بڑی کامیابی مانا جا رہا ہے۔ لیکن دوسری طرف کمیشن نے کچھ ایسی شرائط بھی رکھی ہیں جنہیں ترکی کیلئے بے چینی کا سبب مانا جا رہا ہے۔ 17 دسمبر کو یونین کے 25 رکن یونین میں ترکی کی شمولیت پر گفت و شنید کیلئے تاریخ پر متفق ہونے کی بات کریں گے۔

ترکی نے ہر اس معاملے پر ثابت قدمی دکھائی ہے جس پر رکنیت کو لے کر انکار کیا جا سکتا تھا۔ 2001ء سے ترکی میں مسلسل بہت سی اصلاحات کی گئی ہیں مثلاً بدکاری کو تعزیری جرائم کی فہرست سے ہٹا دیا ہے۔ یونین کمیشن نے ترکی کے دستور العمل میں ترقی کی حمایت بھی کی ہے۔ ترکی کے سیاسی اصلاحات کی تعریف تو کی گئی ہے' لیکن ساتھ ہی اسے مستحکم اور وسیع کرنے کیلئے بھی تاکید کی گئی ہے۔ یونین کی رکنیت حاصل کرنے کیلئے ترکی کی ہر حکومت نے اپنا کردار ادا کیا ہے۔ داخلی سطح پر ترکی نے جمہوریت میں فوجی مداخلت پر روک لگائی ہے۔ اقتصادی میدان میں ترکی نے کافی ترقی کی ہے۔ انسانی حقوق کے معاملے پر کردوں کے لسانی اور ثقافتی حقوق کو بھی مانا ہے۔ شدید اذیت والی سزاؤں کو ختم کر دیا ہے۔ مرد اور عورت کو برابر کے حقوق دیئے گئے ہیں۔ فوجی عدالتوں کو ہٹا دیا گیا ہے۔ سزائے موت کو ختم کر دیا گیا ہے۔ میڈیا' مزدور یونین اور دیگر تنظیموں کے حقوق یورپی یونین کے معیار کے مطابق طے کیے گئے ہیں۔ عدالت کی آزادی میں اضافہ کیا گیا ہے۔

ان اصلاحات کے باوجود یونین نے ترکی کو کسی طرح کی ضمانت نہیں دی ہے' یعنی ترکی کی رکنیت پر یونین نے امتیازانہ رویہ اختیار کیا ہے۔ ترکی کی تعریف کے ساتھ ساتھ یونین کے کچھ اشاروں سے سیاست کی بو آتی ہے۔ یونین کے کچھ ایسے بھی رکن ہیں' جہاں انسانی حقوق سے لے کر دوسرے مسائل بھی ہیں' لیکن یونین کے جانبدارانہ رویہ کی وجہ سے یہ معاملہ نہ اٹھایا گیا۔ سلوینیا کے دارالحکومت میں وہاں کے پچاس ہزار مسلمانوں کی مسجد بنانے کی درخواست کو منظور کرنے کے معاملہ پر عام رائے شماری کی دھمکی دی گئی' لیکن اس سے یونین پر کوئی فرق نہیں پڑا۔ برطانیہ میں آئرش معاملے کو لے کر یونین نے بھی خاموشی اختیار کی ہے۔ ترکی کے معاملے پر یونین نے یہ واضح کر دیا ہے کہ رکنیت سے متعلق گفت و شنید کو کبھی بھی ملتوی کیا جا سکتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ یونین نے ترکی میں انسانی حقوق کے پامالی سے متعلق سوالات بھی اٹھائے ہیں' جس میں خواتین کے حقوق کا بھی معاملہ ہے۔ ترک مزدوروں کے یورپ میں داخل ہونے پر پابندی کی بھی بات کی ہے۔ تیسری بات یہ کہ یونین نے اب تک 31 معاملوں کو گفت و شنید کے ذریعہ حل کرنے کیلئے کہا ہے۔

جب 25 رکن ممالک ایک مسئلے پر اتفاق رائے کریں گے' تب ہی دوسرے مسئلوں پر بات شروع کی جائے گی۔ یونین نے انسانی حقوق اور دیگر اصلاحات پر نگرانی اور تصدیق کیلئے بھی کہا ہے' جس کی سفارش پر رکنیت کے معاملے کو بڑھایا یا ملتوی کیا جا سکتا ہے۔

اس سے یہ ظاہر ہے کہ ترکی کو یونین کی رکنیت کیلئے اور بھی رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ یونین کے صدر رومانو پرودی نے صاف کہہ دیا ہے کہ ترکی کو یورپی یونین کے معیار کے حساب سے اپنے کو ثابت کرنا ہوگا۔ پرودی نے نظریہ کی بات کہی ہے۔ دوسرے لفظوں میں رکنیت کیلئے ترکی یورپی نظریہ کو اپنانا ہوگا۔ ترکی شاید یورپ میں واحد ایک ملک ہے جہاں حکومت نے مذہب سے کوئی سمجھوتہ نہیں کیا ہے۔ مذہب کے نام پر ترکی حکومت' عدالت اور افواج نے تو کئی بار سیاسی تنظیموں کو ختم کر دیا ہے۔ 1997ء میں تو ترکی فوج نے منتخب کئے گئے نجم الدین اربکان کو حکومت سے ہٹا بھی دیا اور ایک سال بعد ہی اربکان کی پارٹی پر پابندی لگا دی۔ پھر 2001ء میں Virtue Party پر بھی پابندی لگا دی۔

ان پابندیوں کو یونین کی عدالت نے بھی سراہا ہے' لیکن اس کے باوجود یونین کے بیشتر لیڈر اور عوام ترکی کو اپنا نہیں مانتے۔ اسی لیے رومانو پرودی نے ترکی کی رکنیت پر ترکی اور یورپ کے عوام کی رائے کی بات اٹھائی ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ یورپی عوام عام رائے شماری میں ترکی کی یونین میں مکمل رکنیت پر راضی نہیں ہوں گے۔ یونین میں رکنیت کیلئے اس سے قبل کسی بھی ملک پر عام رائے شماری نہیں تجویز کی ہے' صرف ترکی کیلئے اس سوال کو اٹھانے میں صاف طور پر سیاست نظر آتی ہے۔ افسوس کی بات یہ بھی ہے کہ رکنیت کا معاملہ فرانس کے صدر جیک شراک نے اٹھایا ہے اور آسٹریا نے اسے صحیح ٹھہرایا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عام رائے شماری میں ترک عوام رکنیت کیلئے ہاں کہیں گے' لیکن یورپ کے زیادہ تر عوام رکنیت کے معاملے پر اعتراض کریں گے' لہٰذا یہ واضح ہو جائے کہ یونین کی شرائط اور جمہوریت کے نام پر عام رائے شماری ترکی کی رکنیت کیلئے خطرناک معلوم ہوتے ہیں۔

ترکی حکومت نے یونین کمیشن کی سفارش کا خیر مقدم تو کیا ہے' لیکن یہ بھی کہا ہے کہ ترکی کے ساتھ امتیاز نہیں برتا جائے۔ ترکی کی اپوزیشن جماعتوں نے بھی یونین کے مخصوص شرائط کو لے کر افسوس اور غصہ کا اظہار کیا ہے۔ اپنی خارجہ پالیسی کے تحت ترکی حکومت یونان کے ساتھ دوستی میں دو قدم آگے رہی ہے۔ قبرص جیسے پیچیدہ مسئلے پر بھی اس نے بڑی نرمی کا اظہار کیا ہے۔ قیاس یہ بھی کیا جا رہا ہے کہ جنوبی قبرص کی حکومت نے یونین میں قبرص کے معاملے پر اور زیادہ زور دینا چاہا ہے' جس سے ترکی کی پریشانی میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ آرمینیا کے مسئلے پر یورپ کے کئی ملکوں نے ترکی کے خلاف قرارداد منظور کی ہے' لہٰذا مستقبل میں ترکی کی مکمل رکنیت کو روکنے میں آرمینیا کی نسل کشی کا معاملہ رنگ لا سکتا ہے۔ رکنیت حاصل کرنے میں دس سال لگنے کے امکانات ہیں اور اتنے عرصہ کے بعد ترکی کی آبادی جرمنی سے بھی زیادہ ہو جائے گی۔ آبادی کے تعلق سے بھی ایسی شرط رکھی جا رہی ہے' جس سے بڑی آسانی سے ترکی کی رکنیت کو روکا جا سکتا ہے۔

اس وقت کے حالات ترکی کیلئے مناسب نہیں ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ترکی کو یونین کی زیادہ ضرورت ہے' یونین کو ترکی کی نہیں۔ سفارش سے پہلے سے ہی یونین کی مخصوص شخصیتوں نے ترکی کیلئے مکمل رکنیت کی جگہ کئی دوسری تجاویز بھی پیش کی ہیں۔ مثلاً "Strategic partnership" اور "special economic partnership" یا "privileged partnership status" جس پر ترکی نے اعتراض کیا ہے۔ تعجب یہ بھی ہے کہ ترکی خود کو یورپی مانتا ہے جس سے یورپی عوام متفق نہیں ہیں۔ یونین کمیشن کے بہت سے کمشنروں نے بھی ترکی کو یورپی ماننے سے گریز کیا ہے۔

یونین میں ترکی کی شمولیت کو ایک خطرہ مانا جاتا ہے۔ سرکاری سطح پر تو ایسی بات نہیں کی گئی' لیکن ایسا ہی سمجھا جاتا ہے۔ ترکی کی آبادی' نوجوانوں کی اکثریت' ابھرتی ہوئی معیشت اور اسلامی تواریخ یہ سبھی یورپ کیلئے مناسب معلوم نہیں ہوتے۔ اگر دس سال کے بعد ترکی یورپ میں شامل ہو جاتا ہے تو یونین کے ہر شعبہ میں اس کے سب سے زیادہ نمائندے ہوں گے اور ترکی کے پاس یورپ کے 18 ممالک کو ملا کر بھی زیادہ ووٹ حاصل رہیں گے' اس لیے اب رکنیت کا معاملہ اصول اور ضابطہ سے ہٹ کر عوام پر آ گیا ہے۔

(بشکریہ "عالمی سہارا") ☆